مولانا فضل الرحمٰن

# العشر فی الحدیث

## عشر کی فرضیت

کتب احادیث میں عشر کے بارے میں جو احادیث منقول ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ عشر زکوٰۃ ہی کی ایک صورت ہے۔ چوں کہ عموماً اناج اور پھلوں پر زکوٰۃ دس فیصد وصول کی جاتی تھی اس بناء پر اسے عشر کا نام دے دیا گیا۔ محدثین نے عشر سے متعلقہ تمام احادیث کو اپنی اپنی کتابوں میں کتاب الزکوٰۃ میں ہی نقل کیا ہے۔ ایسی احادیث کے لیے جو باب باندھے گئے ہیں ان میں لفظ زکوٰۃ اور صدقہ استعمال ہوا ہے۔ مثلاً

| | |
|---|---|
| باب لیس فیما دون خمسة اوسق صدقة(۱) | باب پانچ اوسق سے کم اناج یا پھلو[illegible] صدقہ نہیں |
| باب صدقة الزرع(۲) | کھ[illegible]ے صدقہ کا باب |
| باب ماجاء فی صدقة الزر[illegible] والتمر والحب[illegible] | کھیتی، کھجور اور دانوں کے صدقہ کے باب میں جو بیان ہوا۔ |
| [illegible] جاء فی زکوٰة الخضروات(۴) | باب سبزیوں کی زکوٰۃ کے بارے میں |
| باب صدقة الزرع والثمار(۵) | کھیتوں اور پھلوں کے صدقہ کا باب |
| باب زکوٰة الحنطة باب زکوٰة الحبوب (۶) | گیہوں اور دانوں کی زکوٰۃ کا باب |
| اخذالصدقة من الحنطة والشعیر(۷) | گیہوں اور جو پر صدقہ وصول کرنا |

(۱) بخاری: ص ۲۰۱ (۲) ابوداؤد: ص ۲۲۵ (۳) ترمذی: ص ۱۰۸ (۴) ترمذی: ص ۱۰۴
(۵) ابن ماجہ: ص ۱۳۰ (۶) نسائی: ص ۱۲ (۷) المستدرک: ص ۴۰۱: جلد ۱

☆ بیع تولیہ: وہ بیع جو صرف ثمن اول کے ساتھ ہو ☆

| | |
|---|---|
| الزکوٰۃ فی الزرع والکرم(۸) | کھیتی اور انگوروں پر زکوٰۃ |
| جماع ابواب زکوٰۃ الثمار(۹) | پھلوں پر زکوٰۃ کے ابواب |
| زکوٰۃ مایخرص من ثمار النخیل والاعناب(۱۰) | کھجوروں اور انگوروں کی زکوٰۃ اور ان کا اندازہ لگانا |
| زکوٰۃ الحبوب والزیتون(۱۱) | دانوں اور زیتون کی زکوٰۃ |
| باب مایجب فیہ الزکوٰۃ من الحب(۱۲) | غلہ کی ان اقسام کا بیان جن پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے |
| باب مایجب فیہ الصدقۃ عن الحبوب والورق والذہب(۱۳) | دانوں، چاندی اور سونے پر صدقہ کے وجوب کا بیان |
| باب وجوب زکوٰۃ الذہب والورق والماشیۃ والثمار والحبوب(۱۴) | سونے چاندی جانوروں پھلوں اور دانوں پر زکوٰۃ کے وجوب کا باب |

مذکورہ حوالوں سے واضح ہوا کہ عشر زکوٰۃ ہی کی ایک قسم ہے۔ اور زکوٰۃ ہی کی طرح فرض ہے۔

## زکوٰۃ اور عشر میں فرق

زکوٰۃ اور عشر میں یہ فرق ضرور ہے کہ زکوٰۃ ان مالوں پر وصول کی جاتی ہے۔ جن پر ایک سال گزر چکا ہو۔ جیسا کہ مرفوعاً وموقوفاً عبداللہ بن عمرؓ اور عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے۔

''لازکوٰۃ فی مال حتیٰ یحول علیہ الحول'' (۱۵)

کسی مال میں زکوٰۃ فرض نہ ہوگی جب تک اس پر ایک سال نہ گزر جائے۔

البتہ یہ بات الگ ہے کہ کسی ضرورت کے تحت زکوٰۃ کے مصرف میں تعجیل (۱۶) کی اجازت رکھی گئی ہے۔ لیکن فرضیت کے اعتبار سے صاحب نصاب کے پاس مال کا ایک سال تک رہنا شرط ہے۔

(۸) المستدرک: ص۴۰۲: جلد۱ (۹) السنن الکبریٰ: ص۱۲۰: جلد۴

(۱۰) تنویر الحوالک شرح مؤطا امام مالک: ص۲۰۲: جلد۱ (۱۱) تنویر الحوالک: ص۲۰۳: جلد۱

(۱۲) دارقطنی: جلد۲ (۱۳) دارمی: ص۲۰۴ (۱۴) دارقطنی: ص۹۲: ج۲

(۱۵) دارقطنی: ص۹۰: ج۲ (۱۶) ان العباس سال النبی فی تعجیل صدقۃ قبلان تحل فرخص لہ فی ذالک

جہاں زکوٰۃ کے لیے ایک سال کی شرط ہے وہاں عشر کے لیے اس شرط کو نظر انداز کردیا گیا ہے۔ عشر کی وصولی اسی وقت ہوتی ہے جب فصل کٹ جاتی ہے یا پھلوں کو درختوں اور بیلوں سے حاصل کرلیا جاتا ہے۔ کیوں کہ کھیتی یا درختوں سے جو کچھ حاصل ہونا ہوتا ہے ہوجاتا ہے۔

## عشر اور نصف عشر

ایک فرق اور یہ ہے کہ زکوٰۃ کی جو شرح مقرر کر دی گئی ہے اس میں عمال کو کمی بیشی کرنے کی کوئی گنجائش نہیں لیکن عشر کے بارے میں شریعت نے عمال کو اختیار دیا کہ وہ دیکھیں کہ آیا کھیت اور باغات کو ملنے والا پانی بغیر کسی تکلیف یا خرچ کے حاصل کیا جاتا ہے یا اس کے حصول کے لیے کھیت اور باغ کے مالک کو محنت کرنی پڑتی ہے یا اس کو معاوضہ دینا پڑتا ہے۔

اگر پانی کا حصول بغیر کسی تکلیف یا خرچ کے ہوتا ہے تو کھیتی اور باغ سے حاصل ہونے والے اناج اور پھل پر دس فیصد عشر وصول کیا جائے گا۔ اگر پانی کے حصول کے لیے خرچ کرنا پڑتا ہے یا تکلیف اٹھانی پڑتی ہے تو شریعت نے رعایت دی ہے کہ ایسے مالک سے نصف (پانچ فیصد) عشر وصول کیا جائے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے:

**عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فیما سقت السماء والعیون اوکان عثریا العشروماسقی بالنضج نصف العشر(۱۷)**

(سیّد الانبیاء) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو زمین بارش اور چشموں سے سیراب ہوگی یا جس کا دارو مدار بارش پر ہو اس کی پیداوار پر عشر ہوگا اور جس کو کنویں وغیرہ سے محنت کے ساتھ پانی نکال کر لگایا جائے اس کی پیداوار پر نصف عشر ہوگا۔

**فیما سقت الانهارو الغیم العشور وفیما سقی بالسانیة نصف العشر(۱۸)**

جس زمین کو نہری یا بارش کا پانی ملے اس کی پیداوار پر عشر ہوگا اور جس کے لیے اونٹ کنویں سے پانی نکالیں اس کی پیداوار پر نصف عشر ہوگا

(۱۷) بخاری ص ۲۰۱ (۱۸) مسلم ص ۳۱۶، ج ۱

شریعت نے انسانی محنت کا خیال رکھتے ہوئے نصف عشر کی معافی کی گنجائش رکھی جب کہ زکوۃ کے بارے میں ایسی کوئی گنجائش نہیں پائی جاتی۔

## عشر کن اشیاء پر وصول ہوگا؟

شریعت نے ہر اس زمین کی پیداوار پر عشر واجب کیا ہے جو بارش نہر اور چشموں سے سیراب ہوتی ہو۔ جس زمین کو سیراب کرنے کے لیے قدرتی وسائل کے ساتھ انسانی مشقت بھی شامل ہو تو اس کی کچھ پیداوار پر نصف عشر رکھا گیا ہے۔ اس کلیہ کے تحت ہر قسم کی پیداوار زمین پر سیرابی کے اعتبار سے عشر یا نصف عشر واجب ہوتا ہے۔ لیکن وجوب عشر کے وقت اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ جن اجناس پر عشر واجب ہوتا ہے وہ قابل ذخیرہ ہیں کہ نہیں۔ لہٰذا جن کا ذخیرہ ممکن ہے ان پر عشر وصول کرلیا جاتا ہے اور جن کے بارے میں ضیاع کا خطرہ ہو تو ان کو عشر سے مستثنیٰ کر دیا گیا ہے اس کا مطلب ہرگز یہ نہ ہوگا کہ ایسی تمام اشیاء جن پر عشر وصول نہیں کیا جاتا ان کو فروخت کرنے کے بعد جو رقم حاصل ہوتی ہے اگر وہ زکوۃ کے نصاب تک پہنچ جائے تو اسے زکوۃ سے بھی مستثنیٰ سمجھا جائے گا۔

چناں چہ احادیث میں کافی حد تک وضاحت موجود ہے اور جن اشیاء کی وضاحت نہ مل پائے تو وضاحت شدہ کے تحت استنباط کیا جائے گا۔

حضرت ابوموسیٰ اور حضرت معاذ بن جبل سے مروی ہے:

ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بعثھما الی الیمن فامرھما ان یعلما الناس امردینھم وقال لاتاخذوا الصدقة الامن ھذہ الاربعة الشعیر والحنطة والزبیب والتمر(۱۹)

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو یمن بھیجا اور فرمایا کہ وہ دونوں لوگوں کو دین سمجھائیں اور آپؐ نے فرمایا کہ وہ صرف چار اجناس یعنی جو، گیہوں خشک انگور اور کھجوروں سے صدقہ وصول کریں۔

حضرت حسنؒ سے روایت ہے۔

(۱۹) مجمع الزوائد: ص ۷۵۔۴۲

| | |
|---|---|
| لم یفرض النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم الزکوٰة فی شیٔ الاعشرة اشیاء الذھب والفضة والبقر والغنم والا بل والبر و الشعیر والذرة والتمو(۲۰) | اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دس اشیاء کے علاوہ کسی شئی میں زکوٰۃ فرض نہیں کی۔ وہ سونا، چاندی، گائے، بکریاں، اونٹ، گیہوں، جو، جوار (مکئی) اور کھجوریں ہیں۔ |
| عن مالک انه سأل ابن شھاب عن الزیتون قال فیه العشر(۲۱) | امام مالکؒ نے امام شہابؒ سے زیتون کے بارے میں دریافت کیا انہوں نے کہا کہ زیتون پر عشر ہے۔ |

حضرت معاذؓ بن جبل کی عشر کے بارے میں ایک اور روایت ہے۔

| | |
|---|---|
| انمایکون ذلک فی التمروالحنطة والحبوب واما القثاء والبطیخ والرمان والقصب فقد عفا عنه رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم (۲۲) | عشر کھجوروں، گیہوں، دالوں میں ہوگا ککڑی، تربوز، انار اور گنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشر معاف فرمایا۔ |

امام مالکؒ نے ہماری آسانی کے لیے حبوب کی جو تشریح کی ہے اس سے مسئلہ تقریباً واضح ہی ہو جاتا ہے۔ اور ابہام کی گنجائش ختم ہی ہو جاتی ہے۔

| | |
|---|---|
| والحبوب التی فیھا الزکوٰة الحنطة والشعیر والسلت و الذرة والدخن والارز العدس والحلبان واللوبیا والجلجلال وما اشبه ذلک من الحبوب التی تصیر طعاما فالزکوٰة توخذمنھا بعد ان تحصد(۲۳) | دانے جن میں زکوٰۃ ہے وہ گیہوں، جو پوست دار جو یا بے پوست، جوار، باجرا (دخن چنے کو بھی کہتے ہیں) چاول، مسور، ماش، لوبیا، تل اور ان کی مثل وہ دانے جو کھائے جاتے ہیں ان کو کاٹے جانے کے بعد زکوٰۃ وصول کی جائے گی۔ |

مذکورہ بالا اجناس اور ان کی مثل وہ ہیں جن پر عشر وصول ہوگا۔ کیونکہ ان کو کاٹ کر اگر

(۲۰) مصنف عبدالرزاق: ص۱۱۴: جلد۴ (۲۱) تنویرالحوالک: ص۲۰۳: جلد۱
(۲۲) مستدرک: ص۴۰۱: جلد۱
(۲۳) تنویرالحوالک شرح موطا امام مالک۔ مصنف عبدالرزاق ص ۱۱۵: ج ۴ میں ملتی جلتی تشریح ہے

☆ بیع باطل: جو بیع نہ اصل کے اعتبار سے جائز ہو اور نہ ہی وصف کے اعتبار سے ☆

رکھا جائے تو ان کے خراب ہونے کا کوئی احتمال نہیں ہوتا۔ جن کا ذخیرہ کرنا ممکن نہیں ان پر عشر واجب نہیں ہوتا۔ جیسا کہ مستدرک کی روایت سے ظاہر ہوتا ہے۔ امام ترمذیؒ نے جامع الترمذی(۲۴) میں باب باندھا ہے۔

| | |
|---|---|
| ماجاء فی زکوٰۃ الخضروات. | سبزیوں پر زکوٰۃ کا بیان۔ |

پھرانہوں نے حضرت معاذؓ کی روایت نقل کی ہے۔

| | |
|---|---|
| انه كتب الى النبى صلى الله عليه وسلم يسأله عن الخضروات وهى البقول فقال ليس فيها شئ | بے شک انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف خط لکھا اور دریافت کیا کہ آیا سبزیوں پر زکوٰۃ ہے؟ تو آپؐ نے لکھا ان پر کچھ نہیں۔ |

امام رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ ہی لکھا ہے کہ حدیث کی سند صحیح نہیں اور اس سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ بھی صحیح طور پر منقول نہیں۔ بے شک موسیٰ بن طلحہؓ سے مرسلا مروی ہے۔

| | |
|---|---|
| والعمل على هذا عند اهل العلم انه ليس فى الخضروات صدقة | اور عمل اہل علم کا اس پر ہے کہ سبزیوں پر کوئی صدقہ نہیں۔ |

مصنف عبدالرزاق(۲۵) میں موسیٰ بن طلحہ سے یوں مروی ہے۔

| | |
|---|---|
| ان النبى صلى الله عليه وسلم قال ليس فى الخضروات صدقة | بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سبزیوں پر کچھ صدقہ نہیں۔ |

تحفۃ الاحوذی میں شارح ترمذیؒ نے لکھا ہے:

| | |
|---|---|
| والیٰ ذلک ذهب مالک والشافعى | کہ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ نے اس حدیث کو اپنایا ہے۔ |

علامہ شوکانیؒ نے منتقی الاخبار کی شرح نیل الاوطار میں حضرت عمرؓ حضرت علیؓ اور حضرت عائشہؓ کے اقوال بھی نقل کیے ہیں۔

| | |
|---|---|
| ليس فى الخضروات زكاة | یعنی سبزیوں پر زکوٰۃ نہیں |

---

(۲۴) تنویر الحوالک: ص ۲۰۱: جلد ۱۲ (۲۵) ص ۱۰۹: جلد ۱۲

بہرحال پہلے عرض کیا جاچکا ہے کہ جن اشیاء پر عشر یا نصف عشر واجب نہیں ہوتا یا وجوب میں اختلاف ہے ان کی فروخت کے بعد حاصل ہونے والی رقم پر جب ایک سال گزر جائے تو زکوٰۃ فرض ہو جائے گی۔ عشر کی وصولی میں جلدی اس لئے کی جاتی ہے کہ جن اشیاء پر وصول ہوتا ہے وہ عموماً فصل وار حاصل ہوتی ہیں۔ اگر وصولی میں دیر کر دی جائے تو فصل کے مالک کے پاس رقم نہ رہے گی پھر وہ زکوٰۃ یا عشر کیسے ادا کرے گا لہٰذا مالک کی آسانی کے لیے کٹائی کے بعد یا پھلوں کے پک جانے پر ہی حکومت کا حصہ وصول کرلیا جاتا ہے تاکہ بعد مین کوئی بدمزگی پیدا نہ ہونے پائے۔ جہاں تک زکوٰۃ کا تعلق ہے تو جن مالوں پر وصول کی جاتی ہے ان کا مالک کے پاس ہمیشہ موجود رہنے کا امکان رہتا ہے۔ اس لیے سال کے سال زکوٰۃ وصول کرلی جاتی ہے۔

## اناج اور پھلوں کا نصاب

ابوسعید الخدریؓ سے مروی ہے۔

**عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیس فیما دون خمسة اوسق صدقة(۲۶)**

سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ وسق سے کم (اناج اور پھلوں) میں صدقہ نہیں۔

صحیح مسلم میں وضاحت کر دی گئی۔

**قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس فیما دون خمسة اوساق من تمرولاحب صدقة(۲۷)**

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کھجور اور دانے جب پانچ اوساق سے کم ہوں تو ان میں صدقہ نہیں۔

مذکورہ بالا دو روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ جب تک اناج یا پھل پانچ وسق نہ ہوں تو ان پر عشر یا نصف عشر اگر پانی پر خرچ آتا ہے واجب نہیں ہوتا۔ اگرچہ پانچ وسق سے معمولی ہی کم کیوں نہ ہوں۔ ہاں اگر کوئی خود رضا کارانہ طور پر دینا چاہیے تو اور بات ہے۔

محدثین نے وسق کے بارے میں لکھا ہے کہ اس کے ساٹھ صاع ہوتے ہیں۔ اور ہر صاع تقریباً ڈھائی سیر کا ہوتا ہے۔ تو اس اعتبار سے تقریباً کل وزن ۹۴۸ کلوگرام ہوا۔

(۲۶) ص ۱۱۹: جلد ۴

(۲۷) ص ۱۲: جلد ۲

## عشر کب واجب ہوتا ہے؟

پہلے بھی عرض کیا جاچکا ہے کہ عشر کی وصولی کھیتی کے کٹنے اور پھلوں کے پک جانے پر واجب ہوتی ہے۔

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔

کان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یبعث عبداللہ بن رواحۃ الی یھود یخرص النخل حین یطیب قبل ان یوکل منہ(۲۸)

کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ بن رواحہؓ کو یہود کی طرف بھیجا کرتے تھے۔ کھجوروں کے پک جانے سے لیکن کھائے جانے سے پہلے وہ اندازہ لگاتے کہ کتنی ہونگی۔

عن عتابؓ بن اسید قال امد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان یخرص العنب کما یخرص النخل و توخذ زکاتہ زبیبا کما توخذ صدقۃ النخل تمرا(۲۹)

عتاب بن اسید سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انگوروں کا اندازہ اسی طرح کیا جائے جس طرح کھجوروں کا کیا جاتا ہے اور ان کی زکوٰۃ خشک انگوروں کی صورت میں لی جائے جس طرح تازہ کھجوروں کی زکوٰۃ خوب پکی ہوئی کھجوروں کی صورت میں لی جاتی ہے۔

پھلوں کا اندازہ لگا کر عشر وصول کرنے کی حکمت یہ ہے کہ اناج یا دانوں کو زمین پر جتنی دیر بھی رکھا جائے تو اس سے کوئی خاص فرق نہیں پڑتا جبکہ پھلوں کو زمین پر رکھنے اور آگے پیچھے کرنے میں ان کے ضائع ہونے کا خطرہ رہتا ہے۔

## عمال رسول اللہ ﷺ کی امانت و دیانت اور اندازہ لگانے میں احتیاط

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول مبارک تھا کہ اپنے عمال کے انتخاب میں بڑی ہی احتیاط فرمایا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہؓ بن رواحہ کا معمول تھا کہ جب وہ اہل خیبر کے پاس آتے تو اندازہ لگا کر دو حصے کر دیتے پھر اہل خیبر کو اختیار دیتے کہ جو بھی حصہ ان کو پسند ہے۔ وہ لے لیں۔ ایک موقعے پر اہل خیبر نے ان کو رشوت دینے کی کوشش کی۔ امام زہریؒ سے وہ واقعہ یوں منقول ہے۔

(۲۸) نیل الاوطار ص۱۵۲: جلد۴ (۲۹) صحیح بخاری ص ۲۰۱ ایضاً صحیح مسلم ص ۳۱۶

☆ بیع سلم: قیمت پہلے ادا کرنا اور بیع بعد مدت پر وصول کرنا ☆

قال لما اتاهم ابن رواحة جمعوا له حليا من حلي نسآء هم فاهدوها اليه فقال يا معشراليهود والله انكم لابغض خلق الله الي وما ذاک بحاملي ان احيف عليكم واما ماعرضتم علي من هذه الرشوة فانها سحت وانا لا ناكلها ثم خرص عليهم ثم خير هم ان يا خذوها (اوياخذها) هوفقالوا بهذا قامت السموات والارض فاخذ وها بذالک الخرص(۳۰)

کہا جب عبداللہ بن رواحہ اہل خیبر کے پاس آئے تو انھوں نے اپنی عورتوں کے زیورات جمع کرکے ان کی خدمت میں پیش کردیے انھوں نے کہا کہ اے جماعت یہود اللہ کی قسم اللہ کی مخلوق میں سے تم میرے نزدیک انتہائی مبغوض

ہولیکن یہ بات مجھے اس پر نہیں ابھارے گی کہ میں تم پر ظلم کروں۔ جہاں تک اس رشوت کا تعلق ہے جوتم نے مجھ پر پیش کی ہے تو یہ حرام ہے اور ہم حرام نہیں کھاتے۔ پھر انھوں نے اندازہ لگا کر ان کو اختیار دیا۔ چاہے تو ان کے اندازہ کے مطابق مقررہ حصہ لے لیں یا دیدیں پھر یہود نے کہا اسی انصاف کی وجہ سے آسمان وزمین قائم ہیں۔ پھر انھوں نے ان کے اندازہ کے مطابق حصہ کو قبول کرلیا۔

## طریقہ وصولی

جوکچھ لکھا جاچکا ہے اس سے واضح ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمال عشر وصول کیا کرتے تھے۔ دوسرے لفظوں میں حکومت وصول کرتی تھی۔

### مصارف

چوں کہ ثابت ہوچکا ہے کہ عشر زکوۃ ہی کی ایک قسم ہے۔ جب اس کی وصولی زکوۃ کی طرح ہوگی تو ظاہر ہے کہ مصرف بھی زکوۃ ہی کی طرح ہوگا۔ قرآن پاک میں ان کا تعین کر دیا گیا ہے۔ رہی یہ بات کہ سات سو کروڑ کی کثیر رقم کو مستحقین میں ہی تقسیم کر دیا جائے یا رفاہی و

(۳۰) بخاری ص ۳۱۶: ج ۱

☆احتکار: لوگوں کی ضرورت کے وقت گرانی کی نیت سے غلہ کوروکنا احتکار کہلاتا ہے☆

اصلاحی کاموں پر بھی کچھ خرچ کیا جائے؟

سب سے پہلے فقراء ومساکین کی ضروریات و حاجات کو پورا کرنا ہوگا۔ کیوں کہ زکوٰۃ کا فلسفہ ہی یہی ہے۔

| | |
|---|---|
| **توخذ من اغنیاء ھم فترد علی فقراء ھم** | ان کے امیروں سے لی جائے گی اور ان کے غریبوں پر لوٹائی جائے گی۔ |

اگر اس سے رقم بچے تو پھر ساتویں مصرف فی سبیل اللہ میں ائمہ فقہاء نے جو وسعت پیدا کی ہے اس کے مطابق رفاہی کاموں پر خرچ کی جائے۔ تعلیم وتربیت کو اوّلیت حاصل ہونی چاہیے۔

اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں کہ فی سبیل اللہ سے مراد جہاد ہے۔ لہٰذا لا الہ الا اللہ کے نام پر قائم ہونے والے ملک کا دفاع و بقا بھی جہاد میں شامل ہے۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جہاد کی تیاری بھی جہاد ہی ہوتی ہے۔

قرآن پاک میں مسلمانوں کو حکم دیا جاتا ہے۔

| | |
|---|---|
| **واعدوالھم ما استطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل ترھبون بہ عدو اللہ وعد و کم واخرین من دونھم لا تعلمونھم اللہ یعلمھم وما تنفقوا من شئ فی سبیل اللہ یوف الیکم وانتم لاتظلمون (الانفال: ۶۰)** | جتنی بھی قوت تم اکٹھی کرسکتے ہو کرو اور گھوڑے باندھو جن سے تم اللہ اور اپنے دشمن کو ڈراؤ اور ان کے علاوہ دوسروں کو کہ تم ان کو نہیں جانتے اللہ ان کو جانتا ہے اور جو بھی تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے اس کا اجر تم کو پورا پورا دیا جائے گا اور تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ |

آیا آج کل کے دور میں گھوڑوں سے تیاری ہوسکتی ہے۔ کیا موجودہ ترقی یافتہ دور میں لڑائی کے موقعے پر ہمیں وہ ہتھیار مل سکتے ہیں جن کی ہمیں ضرورت ہوگی۔ لہٰذا ابھی سے ہمیں تیاری کرنی ہوگی۔

اگر کہا جائے کہ زکوٰۃ اور عشر کے مصارف میں تملیک ضروری ہے۔ جہاں تملیک نہ ہوگی وہاں زکوٰۃ اور عشر کی رقم خرچ نہ ہوسکے گی۔ لہٰذا رفاہی کاموں پر عشر کی رقم خرچ نہیں کی جاسکتی ہے۔

☆ بیع بالقاء الحجر بائع یا مشتری کہے اگر میں نے مبیع پر پتھر پھینک دیا تو ہم میں (ہمارے درمیان) بیع ہوگی۔

اس کا جواب امام اجل حضرت قاضی ابو یوسفؒ کے الفاظ میں موجود ہے:

| | |
|---|---|
| وسهم فی اصلاح طرق المسلمین(۳۱) | زکوٰۃ کا ایک حصہ مسلمانوں کی سڑکوں کی اصلاح پر خرچ کیا جائے۔ |

اسی طرح چند اور حوالے معروف تفاسیر میں سے بھی نقل کیے جاتے ہیں:

| | |
|---|---|
| نقل القفال عن بعض الفقهاء انهم اجازوا صرف الصدقات الی جمیع وجوه الخیر من تکفین الموتی وبناء الحصون و عمارة المساجد لان قوله فی سبیل اللّٰه عام فی الکل(۳۲) | امام فخر الدین رازیؒ نے اپنی تفسیر میں قفال کے حوالے سے بعض فقہاء سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے صدقات کو عام بھلائی کے کاموں پر خرچ کرنے کی اجازت دی۔ جیسے میت کا کفن، قلعوں کی تعمیر اور مساجد کی عمارت اس لیے کہ فی سبیل اللہ عام ہے۔ |

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بارے میں علامہ سیوطیؒ نے نقل کیا ہے:

| | |
|---|---|
| اخرج ابن سعد عن سهل بن خیثمة وغیره ان ابابکر کان له' بیت مال بالسنح .لیس یحرسه احد فقیل له الاتجعل علیه من یحرسه قال علیه قفل فکان یعطی مافیه حتی یفرغ فلما انتقل الی المدینة حوله' فی داره فقدم علیه مال فکان یقسمه علی فقراء الناس فیسوی بین الناس فی القسم و کان یشتری الخیل والسلاح فیجعله فی سبیل اللّٰه. | ابن سعد نے سہل بن خیثمہ سے اور ان کے علاوہ دوسروں نے بیان کیا ہے کہ بیشک ابوبکرؓ کا بیت المال سخ میں تھا جس کی کوئی حفاظت نہ کرتا تھا۔ ان سے کہا گیا کہ آپ اس پر کسی محافظ کو مقرر کیوں نہیں کرتے انہوں نے جواب دیا اس پر تالہ ہے۔ جو کچھ بیت المال میں ہوتا۔ وہ لوگوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔ یہاں تک کہ اس میں کچھ نہ رہتا۔ جب مدینہ منتقل ہوئے تو اپنے گھر میں بیت المال بنالیا پھر ان کے پاس جو مال آتا۔ تو اس کو فقراء میں تقسیم کر دیتے اور تقسیم کرتے وقت برابر برابر دیتے اور وہ گھوڑے اور اسلحہ خریدتے پھر ان کو فی سبیل اللہ کی مد میں کر دیتے ہیں۔ |

---

(۳۱) ابوداؤد ص ۲۲۶ ایضاً ابوداؤد ص ۲۲۶ (۳۲) مصنف عبدالرزاق ص ۱۲۲: ج ۴ طبع مجلس علمی

امام ناصر الدین ابی الخیر عبداللہ بن عمر البیضاوی المتوفی سنۃ ۶۹۱ھ اپنی تفسیر میں فی سبیل اللہ کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

| | |
|---|---|
| وللصرف فی الجهاد بالانفاق علی متطوعة وابتياع الكراع والسلاح وقيل فی بناء القنا طير والمصانع.(۴۳) | کہ یہ حصہ جہاد پر اس طرح خرچ کیا جائے کہ رضا کارانہ طور پر جہاد حصہ لینے والوں پر، گھوڑے اور اسلحہ خریدنے پر صرف ہو اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ پلوں اور کارخانے (سرکاری) بنانے پر خرچ کیا جائے۔ |

مصر کے مشہور استاذ شریعہ اسلامیہ ولغت العربیہ احمد مصطفیٰ المراغی سے منقول ہے:

| | |
|---|---|
| والحق ان المراد بسبيل الله مصالح المسلمين العامة التی بهاقوام امر الدين والدولة.(۴۴) | حق یہ ہے کہ فی سبیل اللہ سے مراد مسلمانوں کے عام بھلائی اور خیر کے کام میں جس سے دین و ملک کا استحکام ہو۔ |

دورِ جدید کے عظیم مفسر سید قطب شہید نے فی سبیل اللہ کی تشریح ان الفاظ میں کی ہے۔

| | |
|---|---|
| وذلک باب واسع يشتمل کل مصلحة للجماعة.(۴۵) | یہ وہ وسعت والا باب ہے جو جماعت کی تمام مصلحتوں پر مشتمل ہے۔ |

سیّدسابق نے فلسفہ زکوٰۃ کو بڑے جامع انداز میں دو جملوں میں سمیٹ دیا ہے:

| | |
|---|---|
| ان الله تعالیٰ فرض فی اموال الاغنياء صدقة لمواساة الفقراء ومن فی معناهم واقامة المصالح العامة.(۴۶) | بے شک اللہ تعالیٰ نے اغنیاء کے مالوں میں غریبوں اور ان جیسے لوگوں اور مصالح کے لیے صدقہ کو فرض فرمایا۔ |

لہٰذا مصالح عامہ بھی زکوٰۃ وعشر کے مصارف میں سے ایک مصرف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اگر حالات سازگار کیے ہیں تو ان سے فائدہ اٹھاتے ہوئے زکوٰۃ اور عشر کو قرآن و سنت کے مطابق نافذ کرنے کی کوشش مخلصانہ ہونی چاہیے اور نفاذ میں جو اللہ سبحانہ تعالیٰ نے برکتیں رکھی ہیں

(۴۳) کتاب الخراج: ص ۸۰ (۴۴) تفسیر کبیر۔ ص ۱۸۱: ج ۴
(۴۵) تاریخ الخلفاء ص ۶۶ (۴۶) البیضاوی ص ۴۲۰: ج ا

☆ بیع من یزید: بولی کی بیع (یعنی جوزیادہ قیمت لگائے گا) اسی کو شے فروخت کی جائے گی ☆

ان سے اپنی جھولیوں کو بھرنے میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں ہونی چاہیے۔

## زکوٰۃ وعشر کی موجودگی میں کسی اور ٹیکس کی گنجائش ہے؟

پاکستان لا الہ الا اللہ کے نام پر حاصل کیا گیا تھا لہٰذا اس میں شریعت محمدیہ کا کامل نفاذ ہونا چاہیے جو قدم اٹھایا جاچکا ہے اسے آگے بڑھانے کی ضرورت ہے۔ حال ہی میں ایک علمی مذاکرہ دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری کے ریسرچ سیل میں عشر پر ہوا اس میں بتایا گیا کہ اس وقت مالیہ کی صورت میں جو رقم حکومت کو وصول ہو رہی ہے وہ صرف ۲۳ کروڑ ہے جب کہ عشر کے طور پر وصول ہونے والی رقم انشاء اللہ ۷۰۰ کروڑ روپے ہوگی۔

اگر عشر کی لائن پر زکوٰۃ سسٹم کو بھی پوری طرح اسلامی بنا دیا جائے تو اس میں اتنی رقم مل سکتی ہے کہ جس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ جب زکوٰۃ اور عشر کی صورت میں حکومت کی ضرورت کے مطابق رقوم حاصل ہو جائیں تو اور کسی ٹیکس کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ البتہ اگر زکوٰۃ اور عشر سے حکومت کا بجٹ پورا نہیں ہوتا تو حکومت رضاکارانہ معاونت کی عوام سے اپیل کرسکتی ہے اگر اپیل پر عوام الناس اور مالدار توجہ نہ دیں تو حکومت اپنی ضرورت پوری کرنے کے لیے ضرورت کی حد تک لوگوں سے رقم وصول کرسکتی ہے۔

جہاں تک زکوٰۃ اور عشر کی موجودگی میں مزید کسی ٹیکس کے لگائے جانے کا تعلق ہے تو اس کے بارے میں امام شعرانیؒ اور علامہ شوکانیؒ کی دو کتابوں کے حوالے دیے جاتے ہیں۔

| | |
|---|---|
| انه ليس في المال سوى الزكاة(۳۷) | مال میں سوائے زکاۃ کے اور کچھ نہیں |
| ليس عليهم غير الزكوة من الضرائب والمكس(۳۸) | مسلمانوں پر زکوٰۃ کے علاوہ کوئی ٹیکس اور محصول چنگی نہیں۔ |

اسی طرح حضرت علاء بن حضرمی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بحرین اور ہجر بھیجا۔ میں مسلمانوں کے باغ میں آتا ان کو سلام کرتا۔

| | |
|---|---|
| فاخذ من المسلم العشرو من المشرک الخراج (۳۹) | پس میں مسلمان سے عشر لیتا اور مشرک سے خراج۔ |

(۳۷) تفسیر المراغی ص ۱۴۵ پارہ ۱۰ (۳۸) فی ظلال القرآن ص ۲۴۰ ج ۴ (۳۹) فقہ السنۃ ص ۳۳۵: ج ۱

☆ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۱۶۴ ہجری اور سن وصال ۲۴۱ ہجری ہے ☆

ان حوالوں سے معلوم ہوا کہ اسلامی ریاست میں زکوٰۃ اور عشر کے علاوہ کوئی اور ٹیکس نہیں ہونا چاہیے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے عہد میں غیر مسلم تاجروں پر دس فیصد تاجرانہ ٹیکس اس بنا پر لگایا تھا کہ وہ مسلمان تاجروں سے اتنا ہی وصول کرتے تھے۔

علامہ شبلی نعمانی نے تو یہ لکھا ہے کہ منبج کے عیسائیوں نے جو اس وقت تک اسلام کے محکوم نہ تھے خود حضرت عمرؓ کے پاس تحریری درخواست بھیجی کہ ہم کو عشر ادا کرنے کی شرط پر عرب میں تجارت کرنے کی اجازت دی جائے۔ حضرت عمرؓ نے منظور کرلیا۔ پھر ذمیوں اور مسلمانوں پر یہ قاعدہ جاری کر دیا۔ البتہ تعداد میں تفاوت رہا یعنی حربیوں سے ۱۰ فیصد ذمیوں سے ۵ فیصد اور مسلمانوں سے ڈھائی فیصد لیا جاتا تھا۔(۴۰)

اگر آج بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کی راہ کو اپنایا جائے تو ہمارے تمام اقتصادی وعملی مسائل حل ہوسکتے ہیں اور پاکستان حقیقی معنوں میں ناقابل تسخیر ایک فلاحی ریاست کی صورت اختیار کرسکتا ہے۔ وماتوفیقی الا باللہ۔

---

(۴۰) المیزان الکبریٰ: ص۲: ج۲

مفتی محمد امین صاحب کی کتاب

**عقيدة ختم النبوة**

کی گیارہویں جلد شائع ہوگئی ہے

اور ملک کے تمام معیاری مکتبات پر دستیاب ہے

ناشر: ادارہ تحفظ عقائد اسلامیہ آفس نمبر ۵ پلاٹ نمبر Z-111 عالمگیر روڈ کراچی